

برصغیر پاک و ہند اٹھارھویں صدی میں

شَاہِ وَلِیِّ اللّٰہِ كِیَّ اِصْلَاحِیَّ كُنُوشِیَّ

☆ طفیل احمد قریشی

اٹھارھویں صدی انسانی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اُس وقت یورپی دنیا کے انسانوں میں سیاسی و معاشی کش مکش جاری تھی۔ انگلستان میں عوام اپنے حقوق کے لئے نوابوں اور بادشاہوں سے پارلیمنٹ میں لڑ رہے تھے۔ روس و فرانس میں ”معادہ عمرانی“ کا پرچار کر رہا تھا اور وہاں کے لوگ بادشاہ اور جاگیرداروں کے اقتدار کا جوا اُٹا رہیں گے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ امریکہ میں مقامی تحریکیں زور پکڑ رہی تھیں اور اپنے حقوق کے لئے جنگ آزادی لڑ رہی تھیں۔ یورپی ملکوں کی نظریں ایشیا پر جمی ہوئی تھیں اور وہ ان علاقوں کی دولت سمیٹ کر اپنے ملکوں میں لے جانا چاہتے تھے، اُدھر ایشیائی ملکوں میں دُجن میں اکثر مسلمان ملک تھے، نہ اتحاد تھا اور نہ لڑنے کی طاقت۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے عوام معاشی طور پر بحال تھے اور خواص (جاگیردار و امراء) اور حکمران (بادشاہ و سلطان) اپنے اقتدار بچانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ انہیں عوام کے مسائل سے نہ دلچسپی تھی اور نہ اس طرف توجہ دینے کے لئے ان کے پاس وقت تھا۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ جب ان ممالک میں سے کوئی یورپی ملکوں پر حملہ کرتا تو اپنی لڑائیوں کو بھول کر وہ ایک جگہ جمع ہو جاتے اور جب کوئی یورپی ملک ان ملکوں میں کسی کو ہڑپ کرنا چاہتا تو ان سب کے سامنے اپنے سیاسی مفادات اور حملہ آور ملک سے گٹھ جوڑ کی باتیں سامنے آ جاتیں۔ اسلام کے نام پر اتحاد کہیں نظر نہ آتا تھا۔ غرض یہ کہ مشرق ہو یا مغرب، اسلامی ملک ہوں یا عیسائی حکومتیں ان کی خارجہ پالیسیاں اور جنگیں ملک گیری اور حکمرانوں کے ذاتی مفادات کے ماتحت ہو گئیں جہاں تک داخلی (یعنی ملک کے اندر) معاملات کا تعلق تھا عوام جاگیرداروں کی خدمت میں مصروف رکھے جا رہے تھے ان کے کام (ذرائع) سے تو ان لوگوں کو دلچسپی ہوتی تھی ان کی فلاح (حقوق)

کا اخصی خیال نہ تھا۔ لہ

شاہ ولی اللہ ۱۷۰۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۷۴۳ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ اسی سال کے عرصہ میں ہندوستان میں گیارہ مغل بادشاہوں نے حکومت کی۔ جب آپ پیدا ہوئے تو اورنگ زیب عالمگیر (۶۱۷۵۸-۶۱۷۰۷) کا دور تھا اور جب آپ کا انتقال ہوا اس وقت شاہ عالم (۶۱۸۰۶-۶۱۷۵۹) کی حکومت تھی۔ اس دور میں لگاتار حکمرانوں کی تبدیلی کی وجہ ہندوستان کے سیاسی اور معاشی حالات تھے، جس سے یہاں کی حکومت اور حکمران بُری طرح متاثر ہو رہے تھے۔ یہ سیاسی حالات سیاست کے اکھاڑے میں تو مختلف (سیاسی) پہلوؤں کی شکست و فتح کا باعث بن ہی رہے تھے لیکن عوام معاشی طور پر اس سے براہ راست متاثر ہو رہے تھے۔ اس دور میں سیاسی کش مکش نے خود حکمرانوں اور حکومت پر کیا اثرات چھوڑے اس کا مطالعہ بھی بڑا ہی دلچسپ ہے۔

جس سلطنت کو بابر اور اکبر جیسے لوگوں نے مختلف ذریعوں سے مضبوط کیا تھا، وہ ان کے جانشینوں کی نااہلی کا نشانہ ہو گئی۔ یہ لوگ عیش و عشرت میں غرق ہو گئے۔ صوبے خود مختار ہونے لگے اور ہندوستان میں نوابوں اور راجوں کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں بننے لگیں۔ ان بادشاہوں کے چاروں طرف سپہ سالاروں اور امار کی سازشوں کے جال بچھے رہنے لگے۔ آپس کی تخت نشینی کی لڑائیوں، پارٹی بازیوں اور مختلف باغیانہ قوتوں نے ان کی رہی سہی سا کھ بھی ختم کر دی تھی اور آخر کار شاہ ولی اللہ دہلوی کی عمر کے آخری فرمان روا شاہ عالم کے دور کا نقشہ یہ ہو گیا کہ ”سلطنت شاہ عالم از دہلی تا پالم“

لہ ماخوذ از تاریخ اقوام عالم، متعلقہ ابواب۔

لہ ان کی تفصیل یہ ہے: (۱) اورنگ زیب عالمگیر (۶۱۷۵۸-۶۱۷۰۷)۔ (۲) بہادر شاہ اول

(۱۷۱۲-۱۷۰۷)۔ (۳) معز الدین جہاندار شاہ (۱۷۱۳-۱۷۱۲)۔ (۴) فرخ سیر (۱۷۱۹-۱۷۱۳)۔

(۵) نیکو سیر (۱۷۱۹-۱۷۱۷)۔ (۶) رفیع الدرجات (۱۷۱۹-۱۷۱۷)۔ (۷) رفیع اللہ (۱۷۱۹-۱۷۱۷)۔ (۸) محمد شاہ (۱۷۱۷-۱۷۱۹)۔

(۹) احمد شاہ (۱۷۵۳-۱۷۴۸)۔ (۱۰) عالمگیر ثانی (۱۷۵۹-۱۷۵۳)۔

(۱۱) شاہ عالم (۱۸۰۶-۱۷۵۹)۔

ان مغل حکمرانوں پر سیاسی حالات کی بدولت جو بُرا وقت آیا، اس میں معاشی بد حالی اور بڑھی۔ مغل بادشاہوں میں مرکز حکومت اور بادشاہ کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے یہ طریقہ رائج تھا کہ ملک کے علاقے بڑی جاگیروں کی صورت میں تقسیم کر دیئے جاتے تھے۔ جاگیردار خود ٹیکس وصول کرتا تھا۔ علاقے کا انتظام کرتا تھا اور مالیانہ کی سالانہ رقم مرکز کو بھجواتا تھا۔ مرکز کے ساتھ بھی کچھ علاقہ مخصوص کر دیا جاتا تھا اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ بادشاہ اور مرکزی حکومت کے مختلف کاموں میں استعمال کی جاتی تھی۔ اس علاقے کو خالصہ کہا جاتا تھا۔ دہلی کے ہر دور اندیش حکمران کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ خالصہ کا علاقہ بڑھایا جائے۔ ایسی صورت میں بادشاہ صوبائی گورنروں اور جاگیرداروں کے ہم دم و کرم پر نہیں رہتا تھا۔ اور مرکزی دفاتر اور شاہی محلات کے اخراجات کے لئے جس قدر رقم کی ضرورت ہوتی تھی، وہ براہ راست بادشاہ کو ملتی رہتی تھی۔

شاہ صاحب کے دور میں خالصہ کے علاقے میں کافی حد تک کمی آگئی تھی، جس سے حکمرانوں کی زندگی پر کافی اقتصادی اثر پڑا۔ "تاریخ عالم گیر ثانی" کے مصنف نے لکھا ہے کہ، "صوبہ دہلی کے پرگنوں اور چند دیگر صوبوں کے پرگنوں جو خالصہ میں شامل تھے اور جن سے بادشاہ کے ذاتی ملازمین کی تنخواہیں ادا ہوتی تھیں، اب ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ سہارن پور جس کے ٹیکس جاگیرداروں کے حوالے کر دیئے گئے تھے، اب نجیب خان روہیلہ کے قبضے میں تھا۔ آگرہ کے قریب کے علاقے جاٹوں کے پاس تھے۔ جے پور کے مادھو سنگھ نے نارنول وغیرہ کے علاقوں پر تسلط کر لیا تھا نتیجہ یہ تھا کہ ایک محل بھی خالصہ میں نہ تھا..... نوبت بایں جا رسید کہ بادشاہ کے دسترخوان کے لئے روپیہ نہ رہا۔ بیگمات بہت سے اخراجات اپنی جیب خاص سے کرتی تھیں۔"

اس لئے شاہ ولی اللہ کا خیال تھا کہ خالصہ کا علاقہ وسیع ہونا چاہیے۔ آپ نے بادشاہ، وزیر اور امرار کے نام جو خط لکھا اس میں اس بات کو خاص طور پر ذکر کیا، آپ فرماتے ہیں:-

"یہ کہ خالصہ کو کشادہ تر کرنا چاہیے خصوصاً وہ علاقہ جو دہلی کے ارد گرد ہے۔ آگرہ، حصار،

۱۔ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، حواشی ص ۹-۱۵۸۔

۲۔ تاریخ عالمگیر ثانی قلمی نسخہ ص ۲۹-۲۸-۲۲ بحوالہ شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات ص ۱۵۹۔

دریائے گنگا اور سرہند کی حدود تک سب علاقہ یا اس میں سے اکثر حصہ خالصہ ہو کیونکہ امور سلطنت میں ضعف کا سبب خالصہ کی کمی اور خزانہ کی قلت ہوا کرتی ہے۔

جب "خالصہ" کا علاقہ (بابر کے دور میں) صوبہ بہار میں بھی ہوتا تھا تو سرکاری لگان وصول کرنے میں وقت نہ ہوتی تھی اور ایک یہ دور بھی آگیا کہ خالصہ کا علاقہ دہلی سے پالم تک رہ گیا۔ سستی اور نااہلی کی حد اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ اسے بھی حکومت نے ٹھیکہ پر دے دیا تھا۔ اس ٹھیکہ دینے کے رواج سے ٹھیکہ داروں کے دن تو پھر گئے اور وہ مال دار بن گئے لیکن اس کا اثر یہ ہوا کہ بے چارے عوام پس گئے اور ہماری ٹیکوں تلے دب گئے۔ دوسری جانب علاقہ چونکہ ٹھیکہ پر ہوتا تھا اس لئے حکومت کے خزانے میں محدود رقم پہنچتی تھی اور وہ بھی وقت پر نہیں۔ سرکاری خزانے اور عوام کی یہ حالت دیکھ کر شاہ ولی اللہ نے بادشاہ کو لکھا کہ، "خالصہ سے ٹھیکہ دینے کا رواج ختم کر دیا جائے اور اس کے بدلے ایمان دار اور تجربہ کار ملازم زمینیں وصول کرنے کے لئے مقرر کئے جائیں۔ اس لئے کہ ٹھیکہ دینے سے ملک خراب ہوتا ہے اور عوام پس جاتے ہیں اور ان کی معاشی حالت تباہ ہو جاتی ہے۔" ۱۷

مرہٹے، سکھ، جاٹ اور روسیہ وغیرہ ملک کے گوشے گوشے میں حکومت کے خلاف بغاوت اور قتل و خون ریزی میں مصروف تھے۔ ان مختلف باغیانہ قوتوں سے مرکز کو کافی نقصان پہنچ رہا تھا۔ گجرات اور مالوہ پر قبضہ کے بعد مرہٹوں نے شہروں اور دیہات کو لوٹنا شروع کر دیا۔ یہ لوگ مغلیہ حکومت کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر کے ان سے باقاعدہ لگان وصول کرنے لگے جسے "چوتھ" (چوتھائی حصہ) کہا جاتا تھا۔ جاٹوں نے دہلی اور آگرہ کے درمیان اس قدر ہنگامہ آرائی کی کہ مرکزی حکومت کا ناک میں دم آگیا۔ ان میں سوچا مل (جاٹوں کے سردار) نے تو میوات کی حدود سے فیروز آباد تک قبضہ کر کے عوام کو ستایا۔ یہاں تک کہ اس

۱۷ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۴۲: آن کہ خالصہ را کشادہ تر باید ساخت خصوصاً آن چہ گرداگرد شاہ جهان آباد است تا اگر آبادتا حصار تادریائے گنگا تا حدود سرہند ہمہ اش یا اکثرش خالصہ شریفہ باشد کہ موجب ضعف امور سلطنت کمی خالصہ و قلت خزانہ است۔

۱۸ ایضاً ص ۴۳: آن کہ رسم اجارہ از خالصہ باید برانداخت۔ امین متدین کار شناس را در محلے نصب می باید نمود در اجارہ دادن ملک خراب شود و رعیت پائمال و بد حال۔

علاقے میں مسلمانوں کو یہ مجال نہیں تھی کہ وہ آذان اور نماز جاری کر سکیں۔ اس شخص نے ۹ مئی ۱۹۵۲ء کو، پرانی دلی کو خوب لوٹا۔ لوگ اس قدر پریشان ہوئے کہ گلیوں میں درہ درہ مارے مارے پھرنے لگے۔ پاکوں کی طرح ہر شخص پریشان تھا اور بہت سے لوگوں نے اس مصیبت سے نجات پانے کے لئے خودکشی کر لی۔^۱ عوام کی دولت ان مختلف سیاسی قوتوں کے ہاتھوں لٹی رہی اور حکومت کا سرمایہ ان قوتوں کے بیخ کنی پر صرف ہوتا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرکزی خزانے میں پیسہ نہ رہا۔

مرکزی خزانے پر بحث کرتے ہوئے شاہ صاحب مختلف صوبوں کی آمدنی کا تذکرہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے محصولات اس وقت بھی سات کروڑ سے کم نہیں ہیں۔ لیکن یہ محصول اس وقت تک صوبہ داروں کی طرف سے نہیں بھیجے جاتے جب تک کہ مرکز میں حکمران طاقت ورنہ ہو، ورنہ ایک کوڑی بھی ملنا مشکل ہے۔ چند لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ صوبہ دار مرکزی حکومت سے ٹکڑے ٹکڑے لے لے لینے کی جرات کرتے ہیں کہ وہ مرکز کو تو کچھ دیتے نہیں اور ان کے پاس بے بہا دولت جمع ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ ان (مغل) بادشاہوں کی غفلت کا نتیجہ ہے۔^۲ ایک طرف مرکزی حکومت کی آمدنی کی یہ حالت اور دوسری جانب بادشاہوں کے ذاتی اخراجات اور عیش و عشرت کی ایک طویل داستان۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اس معاشی ابتری سے بے عملی عام ہو گئی اور جس کا داؤد جدر لگ گیا اس نے دولت سمینا شروع کر دی۔ اس صورت حال کے پیش نظر شاہ ولی اللہ نے بادشاہ وقت کو لکھا کہ اگر حالات کو سدھارنا ہے تو بادشاہ اور امراء عیش و عشرت میں مشغول نہ ہوں، گزشتہ گناہوں پر توبہ کریں اور آئندہ باز آئیں۔^۳ شاہ ولی اللہ کے دور میں مرکزی مغل حکومت کی جو حالت تھی، اُس کی ہلکی سی جھلک دیکھنے کے بعد اعلیٰ طبقے کی حالت دیکھنا بھی ضروری ہے۔ ایک طرف تو مرکز سیاسی حیثیت سے کمزور تھا اور معاشی حیثیت سے بد حال۔ دوسری طرف اسی تناسب سے جاگیردار، بڑے زمیندار اور حکام سیاسی حیثیت

^۱ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوب ص ۵۰-۴۶ خط بنام احمد شاہ ابدالی (ہندوستان کے حالات کا ذکر)۔^۲ ایضاً ص ۳۳ خط بنام بادشاہ وقت، آں کہ بادشاہ اسلام و امراء کبار بہ عیش حرام مشغول نشوند از گزشتہ توبہ نصوص بجا آرزو آئندہ اجتناب نمائند۔

سے مضبوط تھے اور معاشی طور پر خزانوں کے مالک۔ سیاسی حیثیت سے مضبوطی تو اس طرح تھی کہ یہ سب لوگ اپنے مشترک مسائل میں ایک ہو جاتے تھے اور جب کسی حکمران کو تخت سے اتارنا ہوتا تھا تو سازشوں کا ایک ایسا تانا بانا سا تیار کرتے کہ چند ہی روز میں لوگ ایک دوسرے شخص کو تخت نشین ہوتا دیکھتے۔ اس دور کی سیاسی تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ معاشی طور پر خزانوں کی ملکیت کی بات بھی بالکل واضح ہے۔ ایک طرف حکومت ہے جس کے پاس اخراجات پورے کرنے کے لئے صرف خالصہ کا علاقہ رہ گیا ہے اور خزانے میں مسلسل قلت ہو رہی ہے۔ دوسری جانب عوام ہیں، جو بار بار سیاسی انتشار اور لوٹ مار سے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ پھر بجاری ٹیکسوں اور مہنگائی نے ان کی کمزور توڑ رکھی ہے۔ سرکاری ملازمین کی حالت اور بدتر ہے۔ وہ گئے یہ لوگ تو سیاسی طور پر تو مضبوط ہیں ہی لیکن معاشی حالت یہ ہے کہ ان کے پاس بڑی بڑی زمینیں اور جاگیریں ہیں۔ اپنے علاقوں کے کراڈھڑا ہیں۔ جو غلہ آتا ہے ان کے گوداموں میں چلا جاتا ہے عوام سے جو محصولات وصول ہوتے ہیں، ان کی تجزیوں میں بند ہو جاتے ہیں۔ مرکزی حکومت کے خزانے میں مرضی آئی تو مالیانہ کی رقم بھیج دی ورنہ اپنے دوست حاکموں سے معاملہ کر لیا۔ شاہ ولی اللہؒ اس طبقے سے بہت نالاں نظر آتے ہیں جگہ جگہ ان کے اونچے محلات اور حویلیوں کا ذکر کرتے ہیں ان کے لذیذ کھانوں اور عیش و نشاط کے لوازمات پر تنقید کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں:-

اے امیرو! دیکھو! کیا تمہیں خدا کا خوف نہیں آتا۔ تم دنیا کی لذتوں میں ڈوبے جا رہے ہو، جن لوگوں دکانوں، دست کاڑوں وغیرہ، کی نگرانی تمہارے سپرد ہوئی ہے ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے..... تم شرابیں پیتے ہو..... جسے تم کمزور باتے ہو اسے ہڑپ کر جاتے ہو۔ جسے طاقت ور دیکھتے ہو اسے کچھ نہیں کہتے..... تمہاری ساری ذہنی قوتیں لذیذ کھانوں، نرم و گداز جسم والی

۱۔ تفہیمات جلد اول ص ۲۱۶؛ واقول للامراء یا ایہا الامراء اما تحاذون اللہ اشتغلتم باللذات الفانیة داشرۃ شرکتکم الرعیۃ تا کل بعضہا بعضا۔ اما شربت الخمر..... من وجوتموہ ضعيفا کلتموہ ومن وجوتموہ قویا شرکتوہ وعتواہ خاصنت انکارکم فی لذائذ الطعام ونواعم النساء ومحاسن الثیاب والدور..... الخ

عورتوں، اچھے کپڑوں اور اونچے مکانوں میں صرف ہوتی ہیں۔^۱ الحکمر
سرکاری حکام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”ان کے گھروں میں ہر قسم کی دولت جمع ہوگئی
ہے اور عوام بد حال ہیں۔“^۲

جاگیرداروں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی آمدنیاں بے انتہا ہیں دل میں آتا
ہے تو مالیانہ دیتے ہیں درنہ اپنی تجوریاں بھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی دولت و اقتدار کے بل بوتے
پر حکومت سے ٹکڑے لیتے ہوئے بھی نہیں گھبراتے۔^۳ یہ بڑے زمیندار اور جاگیر دار (جیسا کہ اوپر شاہ صاحب
کے خطاب سے ظاہر ہے) اپنے ہم پلہ لوگوں کو تو کچھ نہیں کہتے لیکن غریبوں پر ظلم کرتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ
کو خط لکھتے ہوئے شاہ ولی اللہ^۴ ان کے مظالم کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے لئے بد معاش (ملا عین) جیسے
الفاظ استعمال کرتے ہیں۔^۵ اور کبھی اپنے دور کے جاگیرداروں اور امیروں کی حالت کو قیصر و کسری (سرمایہ
دورانہ نظام) سے بھی بدتر بتاتے ہیں۔^۶ اور کبھی ان تمام حالات کو ایک ایک کر کے بیان کرتے ہوئے یہ
تنبیہ کرتے ہیں کہ: ”جب انسانیت پر اس قسم کے حالات جیسی (مصیبت نازل ہوتی ہے تو خدا
انسانیت کو نجات دلانے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور پیدا کرتا ہے۔“

مرکز کزور ہونے کی بڑی وجہ اس دور میں فوجوں کی بد نظمی اور بے قاعدگی بھی تھی۔ فوج کے اعلیٰ افسران
آپس میں لڑتے بہتے تھے..... دشمنوں سے پوشیدہ خط و کتابت کرتے تھے۔ عام بد نظمی نے فوج کو
ایک بے ترتیب، ہجوم کی شکل دے دی تھی نہ کوئی عسکری تربیت تھی اور نہ عسکری نظام۔ غیر حاضری کی
بڑی سے بڑی سزایہ دی جاتی تھی کہ ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جاتی تھی۔..... اس فوج میں نہ ناسمجھانہ
عزم تھا نہ سپاہیانہ جذبہ۔^۷

فوج کے بارے میں یہ تاثر ایک انگریز مورخ کا ہے۔ اس تاثر کا حقیقت سے کتنا گہرا تعلق ہے؟

۱۔ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۱۵ (خط بنام احمد شاہ ابدالی)؛ ہر دولت و ثروت کے بہت

درخانہائے این (درمقتدیاں و کارکنان پادشاہی) جمع شدہ۔ ص ۵۰ ایضاً ص ۵۰۔

۲۔ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۴۲۔ ص ۱۵ حجتہ اللہ البالغہ جلد ۲۵ ص ۲۲۔ ص ۵۰ ایضاً ص ۲۲۶۔

۳۔ (۱) تاثر سردار نے بیگ منقول کیمرج ہسٹری آف انڈیا جلد ۱۷ ص ۶۴-۶۳ بحوالہ شاہ ولی اللہ کے سیاسی

مکتوبات حواشی ص ۱۲۲۔ (۲) اردن ”مغلوں کی فوج“ ص ۹-۹۶ بحوالہ ایضاً۔

اگر واقعات کی روشنی میں تفصیل سے دیکھا جائے تو روٹنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کی وجہ صرف معاشی بد حالی تھی۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے ہی میں جب کہ احمد شاہ (۱۷۵۲ء-۱۷۶۸ء) مغل سلطنت کا حکمران تھا، تین سال تک فوجیوں کو تنخواہیں نہیں ملیں۔ مجبور ہو کر سپاہیوں نے شور مچا دیا اور محلوں کے دروازے روک کر کھڑے ہو گئے۔..... ایک حاکم کا جنازہ چار دن تک پڑا رہا۔ اور فوجیوں نے اس وجہ سے دفن نہ ہونے دیا کہ اس نے ان کی تنخواہیں ادا نہیں کی تھیں۔ چنانچہ احمد شاہ ہی کے دور میں دوکان داروں کو شاہی محلات کے سامان کی فہرست بنا کر دی گئی تاکہ وہ اسے فروخت کریں اور پھر سپاہیوں کی تنخواہیں ادا کی جائیں۔ لے

اسی دور میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب فوجیوں نے افلاس اور بد حالی سے تنگ آ کر اپنے گھوڑے بیچ دیئے۔ پیدل فوج کے پاس وردیاں نہ رہیں۔ سرکاری جانوروں کو چارہ نہ ملتا تھا اور وہ بھوکے مرنے لگے۔ فوجی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلتے تھے اور بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ شاہی سواری کے ہمراہ بھی نہ ہوتے تھے۔ فوج اور سرکاری ملازمین کی یہ معاشی حالت ظاہر ہے شاہ ولی اللہ کے سامنے بھی تھی۔ اس کا آپ نے گہرا اثر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ جو خط آپ نے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملے کی ترغیب کے لئے لکھا، اس میں ان حالات کی تصویر بھی کھینچی۔ آپ نے لکھا کہ اس وقت مختلف قسم کے سرکاری ملازمین کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ بے عمل کا دور ہے۔ شاہی خزانہ نہیں رہا۔ نقدی بھی ختم ہو گئی۔ سب ملازم تتر بتر ہو گئے اور انہوں نے کاسہ گدائی (جھیک مانگنے کا برتن) ہاتھ میں لے لیا۔ سلطنت صرف نام کی رہ گئی۔ جب سرکاری ملازمین کا یہ حال ہے تو عوام کی حالت تو اس سے بھی بُری ہوگی۔ لے (مسل)

لے تذکرہ شاکر خان (قلمی نسخہ) ۳۲۴ بحوالہ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، حواشی ص ۱۶۲۔

لے (۱) تاریخ عالمگیری ثانی (قلمی نسخہ) ص ۲۳-۱۵۔ (۲) مغلیہ سلطنت کا نوال (انگریزی) جلد ۲

ص ۳۷۔ بحوالہ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، حواشی ص ۱۶۳۔

لے شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۱۷۱۔ نوکران پادشاہ کہ زیادہ از لکھ آدم بووند..... کسے غور نمی فرماید کہ باعث بے عملی است و چون خزانہ نماند۔ نقدی ہم موقوف شد۔ آخر حال ہمازیم پاشیدند و کاسہ گدائی گرفتہ اند و از سلطنت بجز نامی باقی نماند چون حال نوکران پادشاہ باین حد کشید تا ہی حال سائراں اہل بلدان..... الخ